بسم اللہ الرحمن الرحیم

صرف قرآن ہی دنیا کے اندر صحیح انقلاب پیدا کر سکتا ہے

ترجمان القرآن کے پچھلے نمبروں میں انقلاب کی ضرورت پر مقالات سپرد قلم کئے جا چکے ہیں آج کی صحبت میں بتانا ہے کہ دنیا کے اندر انقلابات ہوتے رہے ہیں اور آج بھی آئرلینڈ مصر اور ہندوستان وغیرہ اپنی اپنی جگہ پر انقلاب کے نعرے بلند کر رہے ہیں لیکن قرآن مقدس جس انقلاب کا حامی اور اس کے ہر صفحات جس انقلاب کی دعوت دے رہے ہیں صرف وہی صحیح انقلاب ہے اسی سے حق اللہ اور حق العباد کی حفاظت ہو سکتی ہے اسی سے امن عالم قائم رہ سکتا ہے اور حقیقت انسانیت کے شایان شان بھی صرف قرآنی انقلاب ہے۔

قرآنی انقلاب تنگ خیالی اور محدود دائرہ یعنی قوم و ملک اور رنگ زبان وغیرہ کی قابل نفرین تخصیص و تفریق سے بہت بلند و پاک ہے۔ وہ سب کو ایک رنگ میں رنگتا ہے یہاں تک کہ خیال میں بھی یگانگت پیدا کر دیتا ہے

قرآنی انقلاب دماغی اور ذہنی اور روحانی انقلاب ہے وہ بے اعتباری بے اطمینانی خونریزی و ظاہری و باطنی طور پر ایک دوسرے کے حقوق کی پامالی کی بیخ کنی کرتا ہے اس لئے وہی عالمگیر بھی ہو سکتا ہے اور پائیدار قابل قبول بھی۔ قرآنی جو انقلاب پیدا کرتا ہے اس کے اندر حقیقی اطمینان حقیقی امن اور حقیقی نظم نہاں ہے اس کے علاوہ قرآنی انقلاب کے اندر صرف دنیا اور دنیا کی مسرتیں ہی نہیں نہاں ہیں بلکہ ایک دائمی زندگی کی دائمی مسرتیں بھی جھلک رہی ہیں

اور پھر جن دو ایک ملکوں کا انقلاب کے سلسلہ میں نام لیا گیا ان کی غایت و غرض پر نگاہ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ معلوم کرنے کی حاجت ہے کہ انسانوں کے جذبات اور ان کی طلب کس قدر سطحی اور معمولی ہے اور قرآن جن جذبات کے تحت انقلاب کی طلب پیدا کرتا ہے وہ کس درجہ ارفع و اعلیٰ ہے گویا ایک طرف زمین کی پستی ہے تو دوسری طرف آسمان کی بلندی۔

ملکوں اور سلطنتوں کے ذکر کے بعد اشخاص کی شخصیتوں کو بھی بے نقاب کیا جا سکتا ہے اور بڑے سے بڑے انقلابی اور کامیاب سے کامیاب بادشاہوں اور ڈکٹیٹروں کی زندگی کا ایک ایک ورق بھی الٹا جا سکتا ہے اور معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آخر انسانی تگ و دو اور جد و جہد کا مآل کار کیا ہے اور کہ ریت پر عالیشان قلعے

تعمیر کرنے کا آگے چل کر کیا انجام ہوتا ہے۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص اس سلسلے میں گاندھی جی کا نام لے اور اپنی فریب خوردگی کا اظہار یوں کرے کہ اس مشہور شخص کی لڑائی تو کم سے کم ضرور روحانی ہے لیکن اس کو معلوم نہیں کہ یہاں ایک اور دوسری بڑی غلطی کار فرما ہے یعنی آئرلینڈ مصر وغیرہ تو وطن پرستی کا صاف صاف اظہار کر رہے ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں اس بے معنی لفظ کو معنے کا جامہ پہنا کر مگر دنیا گاندھی ازم کو روحانی چیز سمجھ کر۔ روحانی لڑائی صرف آسمانی دستور العمل کو سامنے رکھ کر لڑی جا سکتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ گاندھی جی کسی مذہبی کتاب کے مطابق پروگرام نہیں پیش کر رہے ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ قدم قدم پر لغزش و تغیر کا شکار ہوتے ہیں اور اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے اندر بعض ایسی تحریکات اور ایسے ادارے بھی ہیں جو قومیت اور وطنیت کے محدود دائرے سے باہر ہیں اور جن کا ادعا و اظہار عالمگیریت لئے ہوئے ہے لیکن ان کے اندر بھی وہی خود ساختہ تجاویز اور انسانی غور و فکر کا نتیجہ اصل شئے ہے اور میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ اس کی بے بضاعتی سے کسی کو انکار کی مجال نہیں یقیناً فانی انسان کے دماغ کی یہ پیداوار بھی خدائے ذوالجلال کی مرضی کے سامنے مردود ہے کیونکہ اس کی مرضی تو آئی جی [?]۔ آسمانی کتابوں کے اندر ہے اور اس کی انبیاء و رسل کے سیرتیں [?] ہیں۔

"قرآنی انقلاب" کو جس طرح خود قرآن پیش فرماتا ہے اس میں اور جو اسلام و مسلمانوں کے نام پر موجودہ جملہ چھوٹی بڑی تحریکات منتشر حالت میں پھیلی ہوئی ہیں ان میں امتیاز و فرق کی ضرورت کا بیان بھی ضروری ہے۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ خود مسلمان بھی آج جس کو خالص اسلامی تحریکات و اسلامی جدوجہد کے نام سے منسوب کر رہے ہیں در اصل وہ یا تو اسلامی ہی نہیں ہیں یا اگر اسلامی ہیں بھی تو اسلام کی کسی ایک عضو کا مصداق۔ اور یہ معلوم ہے کہ جس طرح انسان کے کسی ایک عضو کا نام انسان نہیں ہوتا اسی طرح اسلام بھی صرف آزادی، روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ اور اقتصادی عدالت وغیرہ کا نام نہیں ہے کیونکہ یہ تو اسلام کے ایک ایک جزو ہیں نہ کہ کامل اسلام۔

موجودہ اسلامی جد وجہد میں ایک توڑی کمی یہی ہے کہ وہ درد کا کامل علاج نہیں دوسری
بڑی مصیبت یہ ہے کہ خود کارکن حضرات بھی اسی کو مکمل شئے سمجھکر مطمئن کرتے اور مطمئن ہو جاتے ہیں
اس موقع پر انتہائی حسرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کہیں سے بھی قرآنی انقلاب" کے ذریعے
اس اسلام کے لئے جد وجہد جاری نہیں جو خلفائے راشدین کا اسلام تھا اور جس کو محمد عربی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پیش فرمایا تھا۔

اسلامی مملکتوں کے قائد اعظم اور حکمرانوں کے کارنامے اور اس کے نتائج بھی سامنے ہیں۔ اور
اگر اس کو زیادہ نزدیک سے کوئی دیکھنا چاہے تو اسلامیان ہند کے زندہ قائدوں میں سے ڈاکٹر
شیخ محمد اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد کو دیکھ سکتا اور قرآنی تعلیمات سے ان کا مقابلہ کر کے
اور ان کے کام کے متعلق اندازہ لگا سکتا اور صحیح رائے قائم کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر اقبال اگرچہ ہیں تو قول کے اندر ہیں وہ بھی صاف صاف قرآن اور قرآنی انقلاب کیلئے
نغمہ سرائی نہیں کرتے، تیسری راونڈ ٹیبل کانفرنس کی کارروائی سے مطمئن ہو جاتے ہیں الغرض ان کے
یہاں بھی سب کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں کیونکہ صرف قرآن ہی والا ان بھول بھلیاں سے باہر ہو تا اور
دوسروں کو بھی باہر کر سکتا ہے دوسرا بیچارہ مجبور ہوتا ہے اور مجبور مجبور کی کیا رہنمائی کر سکتا ہے مولانا ابوالکلام
آزاد۔ دوسرے شخص ہیں جن کی تحریر و تقریر سے بھی ایک طبقہ متاثر ہو رہا ہے۔ وقت تھا کہ مولانائے
مذکور اپنی آخری چیز ترجمان القرآن کے اندر کم سے کم اس چیز کو پیش کر دیئے ہوتے جس کی صرف مسلمانوں
ہی کو نہیں بلکہ دنیا کو ضرورت ہے اور وہ قرآنی انقلاب ہے۔ اور اس کے ذریعے سے حکومت الٰہی کا
قیام، قوانین الٰہی کا نفاذ، عبدیت الٰہی کا رواج اور محبت الٰہی کی فضا کے خواستگار رہتے مگر وہ بھی زیادہ
سے زیادہ سوراج کے دلدادہ ہیں جس کا مطلب اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ چند مسلمان اور چند ہندو قوانین
بنائیں گے اور اس کو ہندوستان کی تینتیس ۳۳ لاکھ خدا کی مخلوق پر نافذ کریں گے اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْنَ۔ ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا۔

یقیناً مجھے شخصیتوں کا ذکر نہیں کرنا تھا لیکن بادلِ ناخواستہ کرنا پڑا۔ مجھے تو در اصل
ان ہستیوں کے کاموں کا تجزیہ کر کے بتلا دینا تھا جو اسلام اور مسلمانوں کے نام پہ کئے جا رہے ہیں

اور جس پر مسلمان خوش عقیدگی یا غفلت کے عالم میں تکیہ کئے بیٹھے ہیں مجھے یہ اس لئے کرنا
تھا تاکہ مسلمان ان کو اور ان کی مساعی کو اپنے درد کا درمان سمجھنے سے باز آجائیں اور اس
ہادی اور اس تریاق کی طرف ہر طرف سے منہ پھیر کر ہاتھ بڑھائیں جو حقیقی قطعی اور یقینی ہے اور
اس کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر صرف قرآن ہے
فبای حدیث بعدہ یومنون ۔ قرآن اور صرف قرآن مسلمانوں کی کھوئی ہوئی شئے ہے
تعلیمات قرآن اور صرف تعلیمات قرآن مسلمانوں کا بھولا ہوا سبق ہے ۔ عمل بالقرآن اور صرف
عمل بالقرآن مسلمانوں کا بھولا ہوا سبق اور دینی و دنیاوی
گم کی ہوئی متاع ہے ۔

قرآن ہادی بھی ہے ہدایت بھی ۔ راہ بھی ہے زاد راہ بھی منزل بھی ہے مقصود بھی
علم بخشی علم بھی ہے نور بھی اور منور کرنے والا بھی ۔ زندگی بھی ہے اور زندگی بخشنے والا بھی اور
دنیا کے لئے بھی ہے اور دین کے لئے بھی ۔

قرآن بے نیاز خدا کا کلام ہے اس لئے وہ اپنے وابستگان کو سب سے بے نیاز کر دینے والا ہے
اور اوس کا ہو کر جو کوئی اوس کی روشنی میں آگے بڑھنا چاہتا ہے وہی فلاح یافتہ ہے ۔

پس آج اگر وقت آگیا ہے تو دنیا کے لئے اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے قرآن کے
ذریعہ سے قرآنی انقلاب کی ضرورت ہے اور اگر ابھی وقت نہیں آیا ہے تو جب کبھی وقت
آئے گا قرآن ہی کو اختیار کرنا ہوگا ۔

"ابو مسلم"